امیت @امو
بنام
اسٹیٹ آف مہاراشٹرا

6اگست2003

[وائی کے سابھاروال اور برجیش کمار، جسٹسز]

بھارتیہ پینل کوڈ، 1860:

دفعہ 376اور302- نابالغ لڑکی کے ساتھ زنا بالجبر اور قتلِ عمد- متاثرہ کو آخری بار بدقسمت دن ملزم کے ساتھ دیکھا گیا تھا- متاثرہ کی لاش اگلے دن واقع ہوئی- طبی شواہد کے ذریعے تائید شدہ استغاثہ کا مقدمہ، گواہوں کے بیانات جنہوں نے لڑکی کو پچھلے دن ملزم کے ساتھ دیکھا تھا اور اگلے دن اس کی لاش دیکھی تھی، نیز اشیاء کی بازیابی کے ذریعے بھی- تعزیرات عدالت کی طرف سے دی گئی دفعہ 376 کے تحت جرم کے لیے دفعہ 302اور 10 سال آر آئی کے تحت جرم کے لیے اثباتِ جُرم موت اور اثباتِ جُرم موت- عدالت عالیہ کی طرف سے تصدیق- منعقد، طبی شواہد کے ذریعے تجویز کردہ موت اسی وقت ہوئی جب متوفی اور ملزم کو آخری بار ایک ساتھ دیکھا گیا تھا- دفعہ 313 فوجداری پی سی کے تحت درج اپنے بیان میں اپیل کنندہ کی طرف سے کوئی وضاحت پیش نہیں کی گئی ہے- اس کا دفاع مکمل انکار کا ہے- دفعہ 303اور376 کے تحت جرائم کی سزا عدالت نے صحیح طور پر درج کی ہے اور عدالت عالیہ نے اس کی توثیق کی ہے- سزا کے حوالے سے، واقعے کے وقت ملزم کی عمر کو مدنظر رکھتے ہوئے، کسی پچھلے گھناؤنے جرم کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے اور نہ ہی یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی ثبوت ہے کہ وہ معاشرے کے لیے خطرہ ہوگا، اثباتِ جُرم اور سزا دفعہ 302 کے تحت جرم کے لیے عمر قید میں تبدیل کر دیا گیا ہے- معاملہ آر اے کے زمرے میں نہیں آتا ہے۔ نایاب ترین مقدمات- حالات کا ثبوت- سزا۔

موہیبر رحمان اور دیگر بنام ریاست آسام،]2002[6ایس سی سی715، پرانحصار کیا۔

فوجداری اپیل کا عدالتی دائرہ اختیار: 2003 کی فوجداری اپیل نمبر 376۔

فوجداری اے میں بمبئی عدالت عالیہ کے 4.2.2003 کے فیصلے اور حکم سے: 2002 کے تصدیق کیس نمبر 1 میں 2002 کا نمبر 625۔

اپیل کنندہ کے لیے ایم آر ڈاگا، سی آر ٹھاکر اور آر ایس لامباٹ۔

جواب دہندہ کے لیے رویندر کیشو اروکا اشتہار۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا۔

متوفی کی لاش، تقریباً 1 سال کی عمر کے ایک چھوٹے بچے اور چھٹی جماعت کے طالب علم، کو پہلی بار پی ڈبلیو آئی نے 29 مارچ 2001 کو تقریباً 3.45 بجے دیکھا تھا، اس نے فوری طور پر متعلقہ پولیس اسٹیشن کو اس معاملے کی اطلاع دی۔ اس کی زبانی رپورٹ تحریری طور پر درج کی گئی تھی یعنی ایف آئی آر کا خلاصہ نمبر 28۔

اقتباس 28 پر، یہ ریکارڈ کیا گیا ہے کہ 29 مارچ 2001 کو، پی ڈبلیو 1 اجے پی ڈبلیو II کے ساتھ، گائے مکھ کے نام سے مشہور جگہ کے پچھلے حصے میں بھینسوں کو چرانے کے لیے گیا تھا۔ بھینسوں میں سے ایک قریبی ایک خستہ حال عمارت میں چلی گئی۔ اندر جانے پر اس جانور کو باہر نکالنے کے لیے اس نے دیکھا کہ اسکول کی وردی میں ایک اسکول کی لڑکی کی لاش سوکھی حالت میں پڑی ہے۔ اس نے پولیس کو اطلاع دی۔ دونوں پولیس اہلکار اس کے ساتھ جائے وقوع پر آئے۔ مذکورہ نامعلوم لڑکی کو اس نے پچھلے دن بھی اس علاقے کے جنگل میں دیکھا تھا جہاں وہ عام طور پر جانوروں کو چرانے جاتا ہے۔ اس وقت وہ ایک 20 سالہ لڑکے کے ساتھ تھی۔ وہ اسکول کا بیگ لے کر جا رہی تھی۔ اس وقت بھی پی ڈبلیو آئی پی ڈبلیو آئی کے ساتھ تھا۔ لڑکے کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔ مذکورہ لڑکا اپنے ساتھ رینجر قسم کی سائیکل لے رہا تھا۔ لڑکے سے پوچھے جانے پر اس نے اپنا نام 'گاندھی' بتایا اور کہا کہ ساتھ والی لڑکی کا نام ودیا ہے جو اس کی بہن تھی اور چونکہ اس کے کنبہ دیوی مندر آنے والے تھے، اس لیے وہ اسے براہ راست اس کے اسکول سے لے کر آیا تھا۔ دونوں کو سڑک پر لایا گیا اور سائیکل پر بیٹھ کر چلے گئے۔ پی ڈبلیو آئی کے ذریعے

دیکھی گئی لڑکی وہی تھی جس کی لاش ملی تھی۔تحقیقات کے نتیجے میں اپیل کنندہ کو29 مارچ 2001 کو شام 1 بجے گرفتار کیا گیا۔

متوفی کا باپ اور اپیل کنندہ ایک ہی دفتر میں کام کرتے ہیں۔متوفی اور اپیل کنندہ ایک دوسرے کو جانتے تھے۔اپیل کنندہ پر فردِ جرم عائد کی گئی اور اسے متوفی کے قتلِ عمد کے ساتھ ساتھ آئی پی سی کی دفعہ 376 کے تحت اس کی زنا بالجبر کے لیے آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت جرم کا مجرم پایا گیا۔سیشن عدالت نے دفعہ 303 کے تحت جرم کے لیے تاوانئے موت اور دفعہ 376 کے تحت جرم کے لیے 10 سال کی قید بامشعقت تاوان سنائی۔سیشن عدالت کے فیصلے کے لحاظ سے 25,000 روپے کا معاوضہ دفعہ 357، ضابطہ فوجداری کے تحت دیا گیا تھا جو متاثرہ کے والدین کو ذہنی تشدد، اذیت اور ان کی اکلوتی بچی کو پہنچنے والے نقصان کے لیے ادا کیا گیا تھا۔

عدالت عالیہ نے متنازعہ فیصلے کے ذریعے اپیل گزار کو تاوانئے موت کے ساتھ ساتھ دیگر تاوانؤں اور معاوضے کی توثیق کی ہے۔اس سے ناراض اپیل کنندہ نے چھٹی کی منظوری پر اس عدالت سے رجوع کیا ہے۔

وہ حقائق جو مکمل طور پر قائم ہیں اور جن سے اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے مختصر طور پر اختلاف نہیں کیا ہے، ان پر پہلے توجہ دی جا سکتی ہے۔اپیل کنندہ متوفی کو جانتا تھا۔اس کے والد اور متوفی ساتھی تھے۔اپیل کنندہ 28 مارچ 2001 کو صبح تقریباً 11.30 بجے متوفی کے گھر گیا تھا اور متوفی کے بارے میں پوچھ گچھ کی تھی جیسا کہ متوفی کے بڑے بھائی پی ڈبلیو 6 نے بیان کیا تھا۔پی ڈبلیو 6 نے اپیل کنندہ کو بتایا کہ متوفی اسکول سے واپس نہیں آیا تھا۔دفعہ 313 کے تحت اپنے بیان میں، فوجداری پی سی اپیل کنندہ نے اعتراف کیا کہ وہ متوفی کے گھر گیا تھا۔متوفی پی ڈبلیو 5 کے والد اس کی بیٹی کو اسکول چھوڑتے تھے اور ہمیشہ کی طرح 28 مارچ 2001 کو تقریباً 30:7 بجے وہ اسے اسکول چھوڑتے تھے۔وہ دوپہر 12.00 کے آس پاس اسکول سے گھر لوٹتی تھی۔چونکہ اس تاریخ کو وہ واپس نہیں آئی، اس لیے متوفی کی ماں نے ٹیلی فون پر اپنے شوہر کو اطلاع دی۔وہ دفتر سے گھر واپس بھاگا اور انہوں نے اپنی بیٹی کی تلاش کی اور بالآخر وہ نہیں ملی، پی ڈبلیو 5 کی طرف سے لاپتہ ہونے کی رپورٹ درج کرائی گئی۔

استغاثہ کی طرف سے پیش کردہ زبانی اور دستاویزی شہادت پر غور کرنے پر، سیشن عدالت نے اپیل کنندہ کو مجرم قرار دیا۔عدالت عالیہ نے شواہد کی تفصیلی اور تنقیدی جانچ پر سیشن کورٹ کی طرف سے دی گئی اثباتِ جُرم اور سزا کو برقرار رکھا ہے۔ریلائنس کو پوسٹ مارٹم رپورٹ-اقتباس 57 اور بازیابی کے سامان جیسے اسکول بیگ، سائیکل

وغیرہ کو جلانے کے لیے استعمال ہونے والے میچ باکس پر رکھا گیا ہے۔ گواہوں کے بیانات میں سے، استغاثہ کا مقدمہ بنیادی طور پر پی ڈبلیو آئی اور پی ڈبلیو آئی آئی کی گواہی اور ان دو گواہوں کے ذریعے آخری بار بیان کردہ حالات پر مبنی تھا۔

جیسا کہ پہلے ہی دیکھا گیا ہے کہ متوفی کی لاش 29 مارچ 2001 کو برآمد ہوئی تھی۔ یہ ثابت ہوا ہے کہ یہ جنگل کے دور دراز علاقے میں ایک خستہ حال عمارت سے برآمد کیا گیا تھا جیسا کہ پی ڈبلیو آئی اور پی ڈبلیو آئی آئی نے معزول کیا تھا۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق موت کا معاملہ گلا گھونٹنا ہے۔ اس میں متوفی پر اس کی موت سے پہلے جنسی زیادتی کا ارتکاب بھی دکھایا گیا ہے۔ واضح رہے کہ دفاع نے پوسٹ مارٹم رپورٹ کا اعتراف کیا۔ اس دلیل پر زور دیا گیا کہ پوسٹ مارٹم رپورٹ میں تضادات کے پیش نظر اس پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ ماہر وکیل کی طرف سے جس تضاد کی نشاندہی کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک طرف رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جسم میں سڑنے کے ابتدائی آثار تھے اور دوسری طرف تمام زخم تازہ بتائے گئے ہیں۔ یہ نوٹ کرنے کی ضرورت نہیں تھی کہ چوٹیں تازہ تھیں یا نہیں۔ مزید برآں، پوسٹ مارٹم رپورٹ تسلیم کیے جانے کے بعد یہ اپیل گزار کے لیے کھلا نہیں ہے کہ وہ ڈاکٹر کو اس کی وضاحت کرنے کا موقع دیے بغیر اس میں کی گئی وضاحت پر تنقید کرے۔

اپیل کنندہ کے لیے تعلیم یافتہ وکیل کا بنیادی استیمال یہ ہے کہ جب تک موت کا وقت قائم نہ ہو تب تک اپیل کنندہ کو مجرم قرار دینے کے لیے آخری بار دیکھے گئے حالات پر انحصار کرنا جائز نہیں ہے۔ اپیل کنندہ کے خلاف اہم صورتحال آخری بار متوفی کے ساتھ دیکھی گئی ہے جیسا کہ پی ڈبلیو آئی اور پی ڈبلیو آئی آئی نے بیان کیا ہے۔ ہم نے پی ڈبلیو آئی اور پی ڈبلیو آئی آئی کی گواہی کا احتیاط سے جائزہ لیا ہے۔ ان کے ثبوت قابل اعتماد اور قابل اعتماد ہیں۔ اس میں سچائی کی انگوٹھی ہے۔ یہ مکمل طور پر قائم ہے کہ انہوں نے متوفی اور اپیل کنندہ کو 28 مارچ کو دیکھا تھا جیسا کہ یہاں پہلے دیکھا گیا ہے۔ بظاہر، دونوں پی ڈبلیو آئی کی طرف سے معزول کر کے چلے گئے لیکن جیسا کہ حالات سے پتہ چلتا ہے کہ، درحقیقت، وہ نہیں گئے۔ جب اگلے دن پی ڈبلیو آئی دوبارہ اسی علاقے میں چرانے یا بھینسوں کے لیے آیا تو اسے متوفی کی لاش ملی جس کے بعد پولیس کو اس معاملے کی اطلاع دی گئی اور ایف آئی آر درج کی گئی اور تفتیش کی گئی جیسا کہ پہلے دیکھا گیا تھا۔ اس بات کا بھی ثبوت ملا ہے کہ عام طور پر پی ڈبلیو آئی جانوروں کو چرانے کے لیے اسی علاقے میں جاتا تھا جو ایک الگ تھلگ علاقہ تھا اور اس میں ایک خستہ حال عمارت بھی تھی۔ یہ سائٹ پلان سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اس دلیل کے حوالے سے کہ واقعے کا وقت قائم نہیں ہوا تھا اور اس لیے آخری بار دیکھے گئے حالات اپیل گزار کو مجرم قرار دینے کے لیے کافی نہیں ہیں، عدالت عالیہ شواہد کی جانچ پڑتال

پر مندرجہ ذیل نتیجے پر پہنچی ہے:-

"فوری صورت میں، خطہ معتدل ہونے کی وجہ سے، سخت موت تقریباً دو سے تین دن تک رہتی ہے۔ اگر ہم اس مشابہت کو لاگو کرتے ہیں، تو پوسٹ مارٹم کے وقت، جو 30.3.2001 پر کیا گیا تھا اور صبح 11.40 پر شروع ہوا تھا، ڈاکٹر کو سخت موت نہیں ملی۔ اس کا مطلب ہے کہ موت کا وقت 28.3.2001 پر دوپہر 3 بجے سے شام 4 بجے کے درمیان رہا ہوگا کیونکہ معتدل علاقے میں رگور مارٹس دو دن تک رہتا ہے۔ اس لیے ایسا معاملہ نہیں ہے، جہاں ان تسلیم شدہ رہنما خطوط کی بنیاد پر موت کے وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا، صرف اس وجہ سے کہ پوسٹ مارٹم رپورٹ میں ایسا نہیں دیا گیا ہے۔ ہمارے خیال میں، یہ وہ حالات نہیں ہیں جو زیر بحث جرم میں استغاثہ کے مقدمے کی مادی تفصیلات کو متاثر کرتے ہیں۔"

ہم موت کے وقت کے پہلو پر عدالت عالیہ کے نتیجے سے مکمل اتفاق کرتے ہیں۔

اپیل کنندہ کے معروف وکیل نے اس عدالت کے اس فیصلے پر انحصار کیا ہے جس میں ہم میں سے ایک (جسٹس برجیش کمار) محبّ رحمان اور دوسرا بنام ریاست آسام،]2002[6 ایس سی سی 715 میں اس تجویز کے لیے رکن تھے کہ آخری بار دیکھے گئے حالات خود اس نتیجے پر نہیں پہنچتے کہ یہ ملزم ہی تھا جس نے جرم کیا تھا۔ یہ ہر معاملے کے حقائق پر منحصر ہے۔ فیصلے میں یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ایسے معاملات ہو سکتے ہیں جہاں ملزم کے متوفی کے ساتھ آخری بار دیکھے جانے کے واقعے اور موت کی حقیقت کے درمیان جگہ اور وقت کی قربت کی وجہ سے، ایک عقلی ذہن کو اس ناقابل تلافی نتیجے پر پہنچنے کے لیے آمادہ کیا جا سکتا ہے کہ یا تو ملزم کو یہ بتانا چاہیے کہ متاثرہ شخص کو کس طرح اور کن حالات میں موت کا سامنا کرنا پڑا یا اسے قتل کی ذمہ داری قبول کرنی چاہیے۔ موجودہ ایک ایسا معاملہ ہے جس پر مذکورہ بالا مشاہدہ اور اصول واضح طور پر لاگو ہوتا ہے اور مقدمے کے حالات اپیل گزار پر وضاحت کرنے کی بھاری ذمہ داری ڈالتے ہیں اور اس کی عدم موجودگی میں اثباتِ جُرم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان حالات پر پہلے ہی توجہ دی جا چکی ہے۔ جس صورت میں اس طرح کے ناقابل تسخیر نتیجے پر پہنچا جا سکتا ہے اس کا انحصار ہر معاملے کے حقائق پر ہوگا۔ یہاں یہ ثابت ہوا ہے کہ موت 28 مارچ کو سہ پہر 3 سے 4 بجے کے درمیان ہوئی تھی۔ یہ تقریباً اتنا ہی وقت ہے کہ اپیل کنندہ اور متوفی کو آخری بار پی ڈبلیو آئی اور پی ڈبلیو آئی آئی نے دیکھا تھا۔ دفعہ 313، ضابطہ فوجداری کے تحت درج کردہ بیان میں اپیل کنندہ کی طرف سے کوئی وضاحت پیش نہیں کی گئی ہے۔ اس کا دفاع مکمل انکار کا ہے۔ ہمارے خیال میں، دفعات 302 اور 376 کے تحت جرم کی اثباتِ جُرم کو کورٹ آف سیشنز نے

صحیح طور پر درج کیا ہے اور عدالت عالیہ نے اس کی توثیق کی ہے۔

اگلا سوال جملے کا ہے۔اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اپیل کنندہ ایک نوجوان ہے، واقعے کے وقت اس کی عمر تقریباً 20 سال تھی۔ وہ ایک طالب علم تھا۔اس سے پہلے کسی بھی گھناؤنے جرم کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے اور اس بات کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اگر تاوانئے موت نہیں دی گئی تو وہ معاشرے کے لیے خطرہ ہوگا۔اگرچہ اپیل کنندہ کی طرف سے کیا گیا جرم مذمت کا مستحق ہے اور یہ ایک انتہائی گھناؤنا جرم ہے،لیکن کیس کے مجموعی حقائق اور حالات پر، ہم نہیں سمجھتے کہ یہ کیس نایاب ترین کیس کے زمرے میں آتا ہے۔ہم امید کرتے ہیں کہ اپیل کنندہ ایک سبق سیکھے گا اور اسے اس بات پر غور کرنے کا موقع ملے گا کہ اس نے عمر قید کی سزا کے دوران کیا کیا۔حالات کی مجموعی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہم متنازعہ فیصلے میں ترمیم کرتے ہیں اور سزائے موت کے بجائے، اپیل کنندہ کو آئی پی سی کی دفعہ 303 کے تحت جرم کے لیے عمر قید کی تاوان دیتے ہیں۔ دیگر تمام معاملات میں، متنازعہ فیصلے کو برقرار رکھا جاتا ہے۔اپیل کی اجازت اس محدود حد تک ہے۔

آر۔ پی۔

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2025.06.05 11:42
I am the author of this
document